

ذرائع پر مبنی فقہی اصول و قواعد اور عصر حاضر میں ان کی تطبیقات Sources based jurisprudential principles and rules and their applications in the current era

Muhammad Ziaullah

Lecturer in Arabic,
Department of Islamic & Arabic Studies,
Government Associate College, Bin Hafiz Ji District, Mianwali
Email: zm003533@gmail.com

Abstract:

Resources) Zarae (are of special importance in the methods of Ijtihad. Resources that lead to higher goals or help in achieving them are required, these resources will be utilized. In the same way, the Resources which lead to corruption, or the sayings and deeds which are intended to spread immorality, denial and sedition, are considered forbidden. Zarae is one of an effective tool for eliminating crime in Islamic law. This principle can keep away the offender from committing a crime from society because this principle not only encourages the elimination of the causes of crime and the blocking of its paths but also sets forth the rules and regulations for its prevention in precautionary arrangements.

KeyWords: jurisprudence principles, Zarae, Applications, Current era

تمہید:

اجتہاد کے اسالیب میں ذرائع اور وسائل کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ جو وسائل اعلیٰ مقاصد تک پہنچاتے ہوں یا ان کے حصول میں مدد و معاون ہوں، وہ مطلوب ہیں، ان ذرائع اور وسائل کو اختیار کیا جائے گا۔ اگر وسائل کو پیدا کرنے کی ضرورت پیش آئے تو انہیں پیدا بھی کیا جائے گا تاکہ مقاصد کا حصول آسان ہو جائے۔ وسائل پیدا کرنے یا اختیار کرنے کا عمل ”فتح الذرائع“ کہلاتا ہے۔ اسی طرح جو وسائل مفاسد تک پہنچاتے ہوں یا جن اقوال و افعال سے فواحش و منکرات اور فتنہ و فساد پھیلنے کا اندیشہ ہو، وہ سب ممنوع اور حرام قرار پاتے ہیں، ان کی روک تھام ضروری ہے۔ فقہاء کی اصطلاح میں ان ذرائع اور وسائل کی روک تھام ”سد ذرائع“ کہلاتی ہے۔ بسا اوقات ذرائع خود مباح ہوتے ہیں؛ لیکن وہ کسی بڑی خرابی یا فساد کا سبب بنتے ہیں، فقہاء ایسی تمام راہوں کو مسدود کرتے ہیں۔ ذرائع کا زیادہ تر اطلاق ان وسائل پر ہوتا ہے جو مفسد چیزوں تک پہنچاتے ہوں۔

سد الذرائع کا لغوی معنی:

عربی زبان میں ”سد“ رکاوٹ، آڑ اور بند کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اور ”ذرائع“ ذریعہ کی جمع ہے، لغت میں اس کے معنی وسیلہ کے ہیں جس سے کسی چیز تک پہنچا جاسکتا ہو۔

1. چنانچہ لسان العرب میں ہے:

”السَّدُّ: إِغْلَاقُ الْخَلَلِ“¹

”سد لغت میں بند کرنے کو کہتے ہیں“

2. ابن فارس فرماتے ہیں:

”والسُدُّ: الحاجز بين الشيئين“²

”اور سد دو چیزوں کے درمیان آڑ اور رکاوٹ کو کہتے ہیں“

3. تاج العروس میں ہے:

”الدَّرِيْعَةُ، كَسْفِيْنَةٌ: الوَسِيْلَةُ والسَّبَبُ إِلَى شَيْءٍ. يُقَالُ: فلانٌ دَرِيْعَتِي إِلَيْكَ، أَي سَبَبِي وَوَصَلْتِي“³

”ذریعہ سفینہ کے وزن پر ہے؛ اس سے مراد کسی شئی تک پہنچنے کا وسیلہ اور سبب ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے: فلاں میرا تم تک پہنچنے کا ذریعہ

ہے یعنی سبب اور ملانے کا وسیلہ ہے“

سد الذرائع کا اصطلاحی معنی:

فقہ کی اصطلاح میں سد الذرائع سے مراد ایسے جائز امور کو منع کرنا جو ناجائز امور کی طرف لے جانے والے ہوں، مختلف اہل علم نے

اس کی مختلف تعریفات ذکر کی ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

1. علامہ شوکانی نے اصطلاحی تعریف اس طرح کی ہے:

”هِيَ الْمَسْأَلَةُ الَّتِي ظَاهِرُهَا الْإِبَاحَةُ، وَتَتَوَصَّلُ بِهَا إِلَى فِعْلِ الْمَحْظُورِ“⁴

”یعنی وہ مسئلہ جو خود بذاتِ خود مباح ہو؛ لیکن وہ ایک ممنوع کام کی طرف لے جائے“

2. علامہ شاطبی یوں رقمطراز ہیں:

”حَقِيْقَةُهَا التَّوَسُّلُ بِمَا هُوَ مَصْلَحَةٌ إِلَى مَفْسَدَةٍ“⁵

”سد ذریعہ کی حقیقت یہ ہے کہ جو خود تو ٹھیک ہو لیکن فساد کا موجب بنے“

3. ممتاز عالم دین ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

”الدَّرِيْعَةُ الْفِعْلُ الَّذِي ظَاهِرُهُ أَنَّهُ مُبَاحٌ وَهُوَ وَسِيْلَةٌ إِلَى فِعْلِ الْمَحْرَمِ“⁶

”ممنوع ذریعہ سے مراد وہ فعل ہے جو بظاہر تو مباح ہو لیکن حرام کا وسیلہ بنے“

مذکورہ بالا تمام تعریفات کا مقصد ایک ہی ہے یعنی ہر وہ کام جو فی نفسہ جائز ہو؛ لیکن وہ حرام کی طرف لے جانے والا ہو، وہ سد ذرائع کے

زمرے میں آئے گا۔

اقسام ذرائع:

ذریعہ کے اختیار اور انسداد کا معاملہ اس پر منحصر ہے کہ اس کا نتیجہ کس نوعیت کا ہے؟ مصلحت و منفعت کا ہے یا مفسدہ و نقصان کا

ہے؛ لہذا ذریعہ کبھی جائز ہوتا ہے جیسے پاکیزہ چیزوں سے انتفاع کے لیے کسبِ حلال، اور بھوک سے بچنے کے لیے کھانا پینا، اور کبھی ذریعہ ضروری

اور واجب ہوتا ہے جیسے نماز کے لیے وضو، اور کبھی حرام ہوتا ہے جیسے بغیر کسی شدید ضرورت کے اہل و عیال پر خرچ کرنے کے لیے چوری کا

ارتکاب کرنا۔

القزويني، أحمد بن فارس، مجمل اللغة لابن فارس (كتاب السنين، باب السنين وما بعدها في المضاعف والمطابق)، مؤسسة الرسالة، بيروت، ١٩٨٦ء، ١/٤٥٧٢

الزبيدي، محمد بن محمد، تاج العروس من جواهر القاموس، فصل الدال، بذيل مادة (ذرع)، دار الهداية، بدون تاريخ، ١٢٣/٢١
الشوكاني، محمد بن علي، إرشاد الفحول إلى تحقيق الحق من علم الأصول، دار الكتاب العربي، ١٩٩٩ء، ٢/١٩٣٤

الشاطبي، إبراهيم بن موسى، الموافقات في أصول الفقه، دار ابن عفان، ١٩٩٩ء، ٥/١٨٣٥

ابن تيمية، أحمد بن عبد الحلیم، الفتاوى الكبرى لابن تيمية، دار الكتب العلمية، ١٩٨٧ء، ٦/١٧٢٦

نتائج کے اعتبار سے ذرائع کی جو اقسام علامہ ابن قیم نے بیان کی ہیں، اس کی روشنی میں چار اقسام قابل ذکر ہیں:

1. اَنْ يَكُوْنَ وَضْعُهُ لِلْإِفْضَاءِ إِلَيْهَا كَشَرْبِ الْمُسْكِرِ الْمُفْضِي إِلَى مَفْسَدَةِ الْمُسْكِرِ
”وہ ذریعہ جس کی وضع ہی فساد تک پہنچنے کے لیے ہو جیسے نشہ آور چیز کا استعمال جو نشہ کے فساد تک پہنچانے کا وسیلہ ہے“
2. اَنْ تَكُوْنَ مَوْضُوعَةً لِلْإِفْضَاءِ إِلَى أَمْرٍ جَائِزٍ أَوْ مُسْتَحَبٍّ، فَيَنْتَحَذُ وَسِيْلَةً إِلَى الْمَحْرَمِ كَمَنْ يَعْقِدُ الْبَيْعَ قَاصِدًا بِهِ الرِّبَا
”وہ ذریعہ جس کی وضع بنیادی طور پر کسی جائز یا مستحب امر کے لیے ہو؛ لیکن اسے فساد تک پہنچنے کا وسیلہ بنایا جائے، جیسے سودی معاملہ کے لیے خرید و فروخت کرنا“
3. وَسِيْلَةً مَوْضُوعَةً لِلْمُبَاحِ لَمْ يُقْصَدِ بِهَا التَّوَسُّلُ إِلَى الْمَفْسَدَةِ لِكِنَّهَا مُفْضِيَةٌ إِلَيْهَا غَالِبًا وَمَفْسَدَتُهَا أَرْجَحُ مِنْ مَصْلَحَتِهَا
”ایسا ذریعہ جس کی وضع مباح کے لیے ہو اس سے فساد تک پہنچنا مقصود نہ ہو؛ لیکن عام طور پر اس تک پہنچ جاتا ہے، لہذا جانب مفسدہ کو جانب مصلحت پر ترجیح ہوگی، جیسے قبرستان میں نماز پڑھنا“
4. وَسِيْلَةً مَوْضُوعَةً لِلْمُبَاحِ وَقَدْ تَفْضِي إِلَى الْمَفْسَدَةِ وَمَصْلَحَتُهَا أَرْجَحُ مِنْ مَفْسَدَتِهَا، مِثَالُ ذَلِكَ النَّظَرُ إِلَى الْمُخْطُوبَةِ⁷
”ایسا وسیلہ جس کی وضع امر مباح کے لیے ہو؛ لیکن کبھی فساد تک بھی پہنچا دیتا ہے اس صورت میں مصلحت کو مفسدہ پر ترجیح ہوگی، جیسے اپنی منگیتر کو دیکھنا“

سد الذرائع اور مقاصد شریعت:

انسان کو جن امور کا شرعاً مکلف بنایا گیا ہے، ان میں سے بعض کا تعلق مقاصد سے ہے اور بعض کا ذرائع اور وسائل سے، مقاصد کا مطلب یہ ہے کہ وہ خود مصالح یا مفاسد پر مبنی ہوں یعنی ان کی ذات میں مصالح یا مفاسد ہوں وہ کسی غیر کا نتیجہ نہ ہوں۔ اور وسائل سے مراد یہ ہے کہ وہ مقاصد تک رسائی اور پہنچنے کا ذریعہ بنیں اور شرعاً یہ ذرائع تحلیل و تحریم میں اپنے مقاصد کے تابع ہوتے ہیں اور حکم کے اعتبار سے ان کا درجہ مقاصد سے کم تر ہوتا ہے۔ چنانچہ علامہ قرانی مالکی فرماتے ہیں:

”وَكَمَا كَوْنُ الْوَسِيْلَةِ إِلَى أَفْضَلِ الْمَقْصَدِ أَفْضَلَ الْوَسَائِلِ وَإِلَى أَقْبَحِ الْمَقْصَدِ أَقْبَحَ الْوَسَائِلِ وَإِلَى مَا يَتَوَسَّطُ مُتَوَسِّطَةً“⁸

”یعنی مقاصد اگر اعلیٰ درجہ کے ہوں تو وسائل کا حکم بھی اعلیٰ ہوگا، اور اگر مقاصد غلط ہوں تو وسائل کا حکم بھی غلط ہوگا، اور اگر مقاصد درمیانی درجہ کے ہوں تو وسائل بھی مقاصد کی طرح متوسط ہوں ہوں گے“

مقاصد شریعت کے تین بنیادی مدارج ہیں:

1. ضروریات
2. حاجیات
3. تحسینیات

دوسرا اور تیسرا درجہ مقاصد ضروریہ کی تحصیل اور کیفیت تکمیل سے متعلق وسائل و ذرائع کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مصالح شریعت کی تکمیل اور رعایت کے لیے ذرائع اور وسائل اختیار کرنے پڑتے ہیں۔ ان وسائل کو وہی حیثیت حاصل ہوتی ہے جو مقاصد کو ہوتی ہے؛ اس لیے اصول فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے:

ابن قیم، محمد بن ابی بکر، إعلام الموقعین عن رب العالمین، دار الکتب العلمیة، بیروت، ۱۹۹۱ء، ۳/۱۰۹۷
الغرافی، أحمد بن إدريس، أنوار البروق في أنواء الفروق، عالم الکتب، بدون طبعة وبدون تاریخ، ۲/۴۴۸

”لَوْ سَأَلْتُمْ لِحُكْمِ الْمُقَاصِدِ“⁹

”وسائل کے لیے وہی حکم ہے جو مقاصد کا ہے“

① چنانچہ زنا حرام ہے تو دواعیٰ زنا بھی حرام ہیں۔ اسی طرح غیر محرم عورت کی طرف دیکھنا بھی حرام ہے۔ اسی طرح فحش لٹریچر کی اشاعت اور عورت کا زیب وزینت کر کے کھلے عام مردوں میں جانا بھی حرام ہے۔ اور اجنبیہ سے خلوت میں ملنا بھی حرام ہے؛ کیونکہ یہ ملاقات کسی حرام فعل کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

② اسی لیے جب شراب حرام کی گئی تو اس پر بس نہیں کیا گیا؛ بلکہ اس کی بیع و شراء کو بھی حرام قرار دیا گیا؛ کیوں کہ یہ شرب خمر کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ اور اس کا ایک گھونٹ بھی حرام ہے؛ کیونکہ ایک گھونٹ پینا اتنی مقدار میں شرب خمر کا ذریعہ نہ بن جائے جو نشہ لاتی ہے۔

③ اسی طرح جب شرک کو ظلم عظیم اور اس کی عدم معافی کا اعلان کیا گیا تو ان تمام ذرائع کو بھی حرام کیا گیا جو اس کو شرک تک پہنچانے والے تھے، مثلاً تصویر کشی، اسی طرح طلوع و غروب آفتاب کے وقت نماز پڑھنے سے منع کیا گیا تاکہ پرستش آفتاب کا شبہ نہ ہو۔

④ حج فرض ہے تو سعی الحج اور دیگر مناسک حج کی ادائیگی کے لیے سعی بھی فرض ہے۔ اسی طرح نماز جمعہ فرض ہے تو اس کے لیے سعی بھی فرض ہے، اور اس کے لیے خرید و فروخت کو ترک کرنا بھی فرض ہے۔ الغرض جو مقصد کی نوعیت ہوگی وہی وسیلہ کی ہوگی۔

کتاب اللہ میں سد الذرائع کے نظائر:

سد الذرائع کے نظائر خود کتاب اللہ میں بھی ہیں، جن میں سے دو مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

1. ارشاد باری تعالیٰ ہے: {وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ} ¹⁰

”اور برا بھلا مت کہو ان کو جن کی یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں (یعنی ان کے معبودوں کو) کیوں کہ پھر وہ ازراہ جہل حد سے گزر کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے“

آیت بالا میں اللہ جل شانہ نے مشرکین کے معبودوں کو برا بھلا کہنے سے منع کیا ہے؛ کیوں کہ یہ عمل خود اللہ کو برا کہنے کا باعث اور ذریعہ بن سکتا ہے۔ اس آیت میں ایک مباح اور جائز عمل سے روکا گیا ہے کیوں کہ یہ عمل ایک حرام فعل (معبود حقیقی کو برا کہنے) کو مستلزم تھا، یہی سد ذریعہ ہے۔

2. نیز فرمان الہی ہے: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انظُرْنَا وَاسْمَعُوا} ¹¹

”اے ایمان والو! تم لفظ ”راعنا“ مت کہا کرو اور ”انظرنا“ کہا کرو“

درج بالا آیت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو راعنا کہنے سے منع کیا گیا ہے جس کا مطلب ہے؛ ہماری رعایت کیجیے؛ لیکن اس لفظ سے منافقین اور یہود کا مقصد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت ہو کرتی تھی؛ لہذا اس آیت کے ذریعہ لفظ راعنا کے استعمال سے خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی روک دیا گیا اور اس کا متبادل اور ہم معنی لفظ ”انظرنا“ کہنے کا حکم دیا گیا؛ تاکہ منافقین اور یہود کو اس لفظ سے شرارت کا موقع نہ مل سکے، اور یہی سد ذریعہ ہے۔

سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سد الذرائع کے نظائر:

احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی سد ذرائع کے بے شمار نظائر ملتے ہیں جن میں چند ایک ذکر کیے جاتے ہیں:

إعلام الموقعين عن رب العالمين، ۱۰۸۹/۳

القرآن ۶: ۱۰۸۱۰

القرآن ۲: ۱۰۴۱۱

① نبی کریم ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ منگنی کر رہا ہو تو دوسرا اس عورت کو شادی کا پیغام دے، یا اگر کوئی شخص ایک چیز خرید رہا ہو اور اس کا بھاؤ تاؤ کر رہا ہو تو دوسرا اس چیز کا بھاؤ تاؤ شروع کر دے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

”وَلَا يَبِيعُ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ، وَلَا يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ¹²“

”اور نہ بیع کرے کوئی شخص اپنے بھائی کی بیع پر، اور نہ پیغام نکاح بھیجے اپنے بھائی کی جائے منگنی پر“

یہ سب احکام آپ ﷺ نے اس لیے دیئے تھے تاکہ لوگوں کے درمیان بغض و عداوت پیدا نہ ہو اور اس طرح وہ ایک دوسرے سے دور نہ ہو جائیں۔

② نبی کریم ﷺ نے ذخیرہ اندوزی سے منع فرمایا، اس ممانعت کا سبب یہ ہے کہ یہ فعل لوگوں پر ان کی روزی اور روزمرہ کے استعمال کی چیزوں کا دائرہ تنگ کرنے کا ذریعہ ہے۔ یہ عمل ایک مفسدہ اور خرابی کی طرف لے جاتا ہے۔

③ صالحین کی قبروں پر مسجدیں بنانے سے منع کیا گیا ہے؛ کیونکہ یہ بت پرستی کا ذریعہ بن سکتی ہیں، حالانکہ مسجد بنانا اچھی بات ہے؛ لیکن سد ذریعہ کے طور پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”لَعَنَ اللَّهُ قَوْمًا اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ¹³“

”اللہ نے اس قوم پر لعنت کی ہے جس نے اپنے انبیاء کی قبروں کا سجدہ گاہ بنا دیا“

اجماع میں سد الذرائع کے نظائر:

اجماع میں بھی سد ذرائع کے نظائر کے پائے جاتے ہیں، مثلاً قرآن پاک کا نزول سات قرأتوں پر ہوا تھا؛ لیکن جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ناواقفیت کی بناء پر بعض عجمی حضرات کے مابین اس تعلق میں اختلاف ہونے لگا تو لغت قریش کے مطابق قرآن کے جمع و ترتیب پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اتفاق ہوا تاکہ آگے چل کر قرآن ذریعہ اختلاف نہ بن جائے۔ یہ اجماع بھی سد ذریعہ کے طور پر تھا۔

سد الذرائع پر مبنی فقہی اصول و قواعد اور ان کی تطبیقات:

سد الذرائع پر مبنی فقہی اصول و قواعد کو مختلف اہل علم نے اپنی کتب کے اندر ذکر کیا ہے جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

1. ما حرم لسد الذريعة أبيح للمصلحة الراجحة¹⁴

”سد ذریعہ کی وجہ سے جو چیز حرام ہو، وہ کسی راجح مصلحت کی وجہ سے مباح ہو جائے گی“

اس قاعدہ کو مختلف الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے:

النبي إذا كان لسد الذريعة أبيح للمصلحة الراجحة.

ما كان منهياً عنه للذريعة فإنه يفعل للمصلحة الراجحة.

ما نهي عنه لسد الذريعة يباح للمصلحة الراجحة.

البخاري، محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري، كتاب النُّبُوع، بابُ لَا يَبِيعُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ، رقم الحديث 214012

النسائي، أحمد بن شعيب، السنن الصغرى للنسائي، بابُ اتَّخَذَ الْقُبُورَ مَسَاجِدَ، رقم الحديث 204613

الزحيلي، محمد مصطفى، القواعد الفقهية وتطبيقاتها في المذاهب الأربعة، القاعدة: 206، دار الفكر، دمشق، 2006ء، 2/783 14

اس قاعدہ کا مطلب یہ ہے کہ شریعت کا مقصد ان تمام ذرائع اور اسباب کو مسدود کرنا ہے جو حرام کا وسیلہ بنیں اگرچہ وہ بذات خود حرام نہ ہوں؛ لیکن اگر ایسے اسباب میں کوئی ایسی مصلحت و منفعت ہو جو مفسدہ کے مقابلہ میں رائج ہو تو جلبِ مصلحت اور حصولِ منفعت کی خاطر وہ مباح قرار دی جائے گی۔

چنانچہ اجنبیہ عورت کو دیکھنا، اور اس کے ساتھ خلوت اور بغیر محرم کے سفر کرنا حرام ہے؛ کیونکہ یہ فساد کا سبب ہیں؛ لیکن اگر کوئی مصلحت پائی جائے تو یہ حرمت اس رائج مصلحت کی وجہ سے ختم ہو جائے گی۔ جیسے ڈاکٹر کے لیے علاجِ معالجہ کی خاطر اجنبیہ کی طرف دیکھنا اور کسی اجنبی مرد کے لیے پیغامِ نکاح کی خاطر دیکھنا یہ مباح ہو گا۔ چنانچہ علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

”ثُمَّ إِنَّ مَا نَهَى عَنْهُ لِسَدِّ الدَّرِيْعَةِ يُبَاحُ لِلْمَصْلَحَةِ الرَّاجِحَةِ كَمَا يُبَاحُ النَّظَرُ إِلَى الْمُخْطُوْبَةِ وَالسَّفَرُ بِهَا إِذَا خِيفَ ضَيَاعُهَا كَسَفَرِهَا مِنْ دَارِ الْحَرْبِ مِثْلَ سَفَرِ أُمِّ كَلْثُومٍ وَكَسَفَرِ عَائِشَةَ لَمَّا تَخَلَّفَتْ مَعَ صَفْوَانَ بْنِ الْمُعْطَلِ¹⁵“

”پھر سد ذریعہ کی وجہ سے جس چیز سے بھی ہو وہ رائج مصلحت کی وجہ سے مباح ہو جائے گی، جیسا کہ جس عورت کی طرف پیغامِ نکاح بھیجا جائے اسے دیکھنا اور اجنبیہ کے ساتھ سفر کرنا جب اس کے ضائع ہونے کا خوف ہو مثلاً دار الحرب سے سفر کرنا حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے سفر کی طرح اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سفر کی طرح جو انہوں نے حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیچھے رہ جانے کی وجہ سے کیا تھا“

2. الْمُعْصِيَةُ لَا تَكُونُ سَبَبًا لِلنِّعْمَةِ¹⁶

”گناہِ نعمت کے حصول کا سبب نہیں بن سکتا“

اس قاعدہ کو مختلف الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے:

الفعل المحرم لا يكون سبباً للحل والإباحة.

لا تثبت النعمة بالفعل المحرم.

المعصية لا تكون سبباً للاستحقاق والحل.

المحرمات لا تكون سبباً محضاً للإكرام والإحسان.

الأصل في المعاصي أنها لا تكون سبباً لنعمة الله ورحمته.

الرخص لا تناط بالمعاصي¹⁷

الرخص لا تستباح بالمعاصي

یہ قاعدہ ہر اس فعل کو شامل ہے جو معصیت ہو پس وہ نعمت کا سبب اور وسیلہ نہیں بن سکتا، عام ازیں وہ نعمت رخصت ہو یا غیر رخصت؛ اس لیے کہ شرعی رخصتیں اور تخفیفِ معاصی کے سبب مباح نہیں ہوں گی؛ کیونکہ معصیت باعثِ عقاب ہے نہ کہ باعثِ رحمت و نعمت، چنانچہ علامہ سبکی فرماتے ہیں:

”لا يجوز للمعاصي بالسفر الترخص؛ فلا تقصر الصلاة ولا يفطر¹⁸“

”معصیت کے ارادے سے سفر کرنے والے کے لیے رخصت حاصل کرنا جائز نہیں، پس وہ نہ نماز قصر کرے گا اور نہ روزہ افطار کرے گا“

اسی طرح وہ معاملات جن کو شارع نے حرام کیا ہے جیسے دھوکہ اور ربا، یہ اباحت کا سبب نہیں بنیں گے؛ کیونکہ منہی عنہ معصیت

ہے اور اباحت نعمت ہے۔ اسی قاعدہ کی بناء پر معصیت نعمت کا سبب نہیں ہوگی۔

ابن تیمیہ، أحمد بن عبد الحلیم، مجموع الفتاوی، مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف، المدينة النبوية، ۱۹۹۵ء، ۲۳/۱۵۱۸۶

القواعد الفقهية وتطبيقاتها في المذاهب الأربعة، القاعدة: ۲۱۴۱۶

السيوطي، عبد الرحمن بن أبي بكر، الأشباه والنظائر، دار الكتب العلمية، بيروت، ۱۹۹۰ء، ص ۱۳۸۱۷

السبكي، عبد الوهاب بن تقي الدين، الأشباه والنظائر، دار الكتب العلمية، بيروت، ۱۹۹۱ء، ص ۱۳۵۱۸/۱

3. لِلْوَسَائِلِ حُكْمُ الْمَقَاصِدِ¹⁹

”وسائل کے لیے وہی حکم ہے جو مقاصد کا ہے“

اس قاعدہ کو مختلف الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے:

الوسائل لها أحكام المقاصد²⁰

كل وسيلة فإن حكمها حكم مقصدها²¹

سد الذرائع کے اصول کے تحت وسائل چاہے جائز ہوں یا ناجائز، ان کے حکم کو ان کے مقاصد کے تحت لیا جائے گا، یہی وجہ ہے کہ دوسروں کے والدین کو گالی دینے سے منع کیا گیا ہے۔ اسی طرح دور فتن میں اسلحہ کی خرید و فروخت پر پابندی لگائی ہے، اسلحہ سے کھیلنے کی ممانعت ہے، اور ایسے ہی اسلحہ کی نمائش سے منع کیا گیا ہے۔ محرم کے بغیر عورت کا سفر اور مرد کی اجنبی عورت کے ساتھ خلوت ممانعت سد الذرائع کی اہم مثالیں ہیں۔ اور ان سب میں اہم چیز اس اصول کے تحت جو پیش نظر رکھی گئی ہے وہ وسائل کا انجام اور ان کے استعمال کا مقصد ہے۔ لہذا سد ذریعہ کے اصول کی وجہ سے جائز ذریعہ بھی ناجائز ہو جائے گا۔

6. مراعاة المقاصد مقدمة على رعاية الوسائل أبداً²²

”مقاصد کی رعایت ہمیشہ وسائل پر مقدم ہوگی“

اس قاعدہ سے مراد یہ ہے کہ اگر مقاصد اور وسائل کے مابین تعارض ہو جائے تو مقاصد کی رعایت کرنا اور ان کو وسائل پر مقدم کرنا واجب ہے؛ کیونکہ مقاصد ہی مطلوب ہو کرتے ہیں جبکہ وسائل ان کے تابع ہوتے ہیں۔ چنانچہ مالکیہ کے ہاں مشہور مسئلہ ہے کہ اگر وقت اتنا تنگ ہو کہ نماز پڑھنے والا پانی کی تلاش میں نکلے تو وقت نکل جائے گا تو وہ تیمم کرے اور نماز پڑھ لے؛ کیونکہ وضو وسیلہ ہے اور نماز مقصد ہے، مقصد کو مقدم رکھتے ہوئے وضو کو چھوڑ دیا جائے گا۔

4. كُلَّمَا سَقَطَ اعْتِبَارُ الْمَقْصِدِ سَقَطَ اعْتِبَارُ الْوَسِيلَةِ فَإِنَّهَا تَبِعَتْ لَهُ فِي الْحُكْمِ²³

”جب بھی مقصد کا اعتبار ختم جائے گا تو وسیلہ کا اعتبار بھی نہ رہے گا؛ کیونکہ وسیلہ حکم میں مقصد کے تابع ہے“

اس قاعدہ کو مختلف الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے:

سقوط اعتبار المقصود يوجب سقوط اعتبار الوسيلة

كل تصرف قاصر عن تحصيل مقصوده لا يُشرع

اس قاعدہ کا مطلب یہ ہے کہ وسائل حکم میں مقصد کے تابع ہوتے ہیں؛ لہذا جو حکم مقصد کا ہو گا وہی حکم وسیلہ اور اس مقصد تک پہنچنے والے ذریعہ کا ہو گا، چنانچہ جب مقصد کسی سبب مثلاً فاسد یا باطل ہو جانے کی وجہ سے یا منہی عنہ ہونے کی وجہ سے ساقط ہو جائے تو وسیلہ جو اس کے لیے مشروع تھا وہ بھی ساقط ہو جائے گا، اب اس کا اعتبار نہیں ہو گا۔

إعلام الموقعين عن رب العالمين، ١٠٨١٩/٣،
الخطاطي، صالح بن محمد، مجموعة الفوائد البهية على منظومة القواعد الفقهية، دار الصمعي للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية، ٢٠٠٠ء، ص ٧٩٢٠
السعيدان، وليد بن راشد، تلقح الأفهام العلية بشرح القواعد الفقهية، قاعده: ٤٥، بدون طبعه وبدون تاريخ، ١٩٢١/٣
القواعد الفقهية وتطبيقاتها في المذاهب الأربعة، القاعدة: ١٦٥، ١/٢٢/٢٠٠٦
أنوار البروق في أنواء الفروق، ٣٣٢٣/٢

اس قاعدہ کی فقہی تطبیق یہ ہے کہ محرم کا حالت احرام میں نکاح کرنا غیر مشروع ہے؛ کیونکہ اس کا مقصد غیر مشروع ہے لہذا وسیلہ بھی غیر مشروع ہوگا۔ اسی طرح لعان کا مقصد بچے کے نسب کی نفی کرنا ہے، لہذا جس کی اولاد ہی نہ ہو اس کے لیے لعان مشروع نہیں ہوگا؛ کیونکہ مقصد ساقط ہے تو وسیلہ بھی ساقط ہوگا۔²⁴

5. مَا لَا يَتِمُّ الْوَأَجِبُ إِلَّا بِهِ فَهُوَ وَاجِبٌ²⁵

”جس چیز کے بغیر واجب پورا نہ ہو، وہ بھی واجب ہوگا“

اس قاعدہ کو مختلف الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے:

مَا لَا يَتِمُّ الْمَأْمُورُ إِلَّا بِهِ يَكُونُ مَأْمُورًا بِهِ

اس قاعدہ کا مطلب یہ ہے کہ واجب عمل جس چیز پر موقوف ہے کہ اس کے بغیر واجب کا وجود ممکن نہیں، وہ بھی واجب ہے۔

واجب جس چیز پر موقوف ہو، وہ تین قسم پر ہے:

1. جو مکلف کی قدرت اور اختیار میں نہیں، جیسے: نماز ظہر کے وجوب کے لیے سورج کا زوال
 2. جو مکلف کی قدرت اور اختیار میں ہو؛ لیکن اس کے حصول کا شارع نے حکم نہیں دیا، جیسے: وجوب زکوٰۃ کے لیے نصاب زکوٰۃ
 3. جو مکلف کی قدرت اور اختیار میں ہو اور شارع نے اس کے حصول کا حکم بھی دیا ہے، جیسے: نماز کے لیے طہارت اور سعی الی الجمعہ پہلی دو قسمیں بالاجماع واجب نہیں ہیں، صرف تیسری قسم واجب ہے
7. مَنْ اسْتَعْجَلَ السَّيِّئَةَ قَبْلَ أَوَانِهِ عُوقِبَ بِحَرْمَانِهِ²⁶

”جس نے کسی چیز کو اس کے وقت سے پہلے حاصل کرنے کی کوشش کی، اس کو اس سے محرومی کی سزا دی جائے گی“

اس قاعدہ کو مختلف الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے:

من استعجل شيئاً قبل أوانه عوقب بحرمانه

من استعجل شيئاً قبل أوانه ولم تكن المصلحة في ثبوته عوقب بحرمانه.

من تعجل الشيء قبل أوانه عوقب بحرمانه²⁷.

المعاملة بنقيض المقصود الفاسد.

من تعجل حقه، أو ما أبيع له، قبل وقته، على وجه محرم، عوقب بحرمانه²⁸.

المعارضة بنقيض المقصود.

من استعجل ما أخره الشرع يجازى برده.

یہ قاعدہ بطور سد ذرائع سیاست شرعیہ کی ایک صورت ہے۔ مراد یہ ہے کہ جو شخص کسی چیز کو اس کے وقت سے پہلے حاصل کرنا چاہے یا اس چیز کا فائدہ وقت سے پہلے حاصل کرنے کی کوشش کرے، اسے بطور سزا اس چیز یا فائدہ سے محروم کیا جائے گا، اور اس کے مقصود کے برخلاف فیصلہ کیا جائے گا۔ چنانچہ جو شخص جلد میراث حاصل کرنے کی خاطر اپنے مورث کو قتل کر دے تو وہ وراثت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں:

القواعد الفقهية وتطبيقاتها في المذاهب الأربعة، القاعدة: ١٦٤، ٦٧٩٢٤/١

ابن اللحام، علي بن محمد، القواعد والفوائد الأصولية وما يتبعها من الأحكام الفرعية، المكتبة العصرية، ١٩٩٩ء، ص ١٣٠ ٢٥
لجنة مكونة من عدة علماء وفقهاء في الخلافة العثمانية، مجلة الأحكام العدلية، نور محمد، كارخانه تجارت كتب، آرام باغ، كراتشي، بدون تاريخ، المادّة ٩٩٢٦

الزركشي، محمد بن عبد الله، المنشور في القواعد الفقهية، وزارة الأوقاف الكويتية، ١٩٩٦ء، ٣/٥٢٧

ابن رجب، عبد الرحمن بن أحمد، القواعد لابن رجب، دار الكتب العلمية، بدون تاريخ، ص ٢٨/٢٣٠

”وَمِنْ فُرُوعِهَا، حِرْمَانُ الْقَاتِلِ مُوَرِّثَةً مِنَ الْإِثْرِ، وَمِنْ فُرُوعِهَا لَوْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا بِإِلَّا رِضَاهَا قَاصِدًا حِرْمَانَهَا مِنَ الْإِثْرِ فِي مَرَضٍ مُؤْتِهِ فَإِنَّهَا تَرْتُهُ“²⁹

”اور اس قاعدہ کی فروع میں سے ہے قاتل کو اپنے مورث کی وراثت سے محروم کرنا، اور اس قاعدہ کی فروع میں سے یہ مسئلہ بھی ہے کہ مرنے والے نے اپنے مرض موت میں بیوی کو وراثت سے محروم کرنے کے لیے تین طلاقیں اس کی رضامندی کے بغیر دے دیں، تو مطلقہ کو میراث میں سے حصہ ملے گا“

8. كل حيلة تضمنت إسقاط حق أو استحلال محرم فهي محرمة³⁰

”ہر وہ حیلہ جو کسی حق کو ساقط کرنے یا حرام کو حلال کرنے پر مشتمل ہو، وہ حرام ہے“

اس قاعدہ کو مختلف الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے:

كل حيلة يتوصل بها إلى إحقاق باطل أو إبطال حق فهي حرام³¹

حیلہ سے مراد یہ ہے کہ ناپسندیدہ عمل سے پسندیدہ امر کی طرف منتقل ہونے کے لیے تدبیر اختیار کرنا۔ ایسا حیلہ کرنا جس کا مقصد کسی حرام کو حلال یا کسی حق کا ابطال کرنا ہو، وہ حرام ہے۔ شریعت مطہرہ نے ایسے تمام راستے مسدود کر دیے ہیں جو خود حرام ہوں یا حرام کا وسیلہ بنتے ہوں۔ چنانچہ علامہ ابن تیمیہ مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

”مَثَلُ أَنْ يَهَبَ لِإِنْتِهَ هَبَةً يُرِيدُ أَنْ يَرْجِعَ فِيهَا لِنَفْسِهِ لِتَجِبَ عَلَيْهِ الزَّكَاةُ فَإِنَّ وُجُودَ هَذِهِ الْهَبَةِ كَعَدَمِهَا لَيْسَتْ هَبَةً فِي شَيْءٍ مِنَ الْأَحْكَامِ“³²

”جیسے کوئی شخص زکوٰۃ سے بچنے کے لیے اپنا مال اپنے بیٹے کو ہبہ کر دے اور بعد ازاں واپس لینے کا ارادہ ہو تو یہ کسی بھی صورت میں ہبہ نہیں ہے“

9. مَا حَرَّمَ أَخْذَهُ حَرَّمَ إِعْطَاؤَهُ³³

”جس چیز کا لینا حرام ہے، اس کا دینا بھی حرام ہے“

اس قاعدہ کو مختلف الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے:

ما حرم على الآخذ أخذه حرم على المعطي إعطاؤه.

مَا حَرَّمَ فِعْلُهُ حَرَّمَ طَلْبُهُ

مَا حَرَّمَ اسْتِعْمَالُهُ حَرَّمَ اتِّخَاذَهُ

يحرم طلب ما يحرم على المطلوب منه فعله.

یہ تمام قواعد مختلف الفاظ اور متقارب المعنی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک حرام کے سدباب کے لیے ہے، لینے اور دینے کے اعتبار سے، استعمال کے لحاظ سے، بنانے کے لحاظ سے اور حکم دینے اور مطالبہ کرنے کے لحاظ سے۔ چنانچہ شراب، زنا، قتل یہ سب حرام ہیں تو کسی سے ان کا مطالبہ کرنا اور کسی کو حکم دینا بھی حرام ہے۔³⁴

ابن نجيم، زين الدين بن ابراهيم، الأشباه والنظائر، دار الكتب العلمية، بيروت، ١٩٩٩ء، ص ١٣٢٩

القواعد الفقهية وتطبيقاتها في المذاهب الأربعة، القاعدة: ٢٠٩، ٧٩٢٣٠/٢

تلفيح الأفهام العلية بشرح القواعد الفقهية، ٥٩٣١/٢

ابن تيمية، أحمد بن عبد الحلیم، الفتاوى الكبرى لابن تيمية، دار الكتب العلمية، ١٩٨٧ء، ١٨٢/٦

مجلة الأحكام العدلية، المأذنة ٣٤٣٣

الغزوي، محمد صدقي بن أحمد، الوجيز في إيضاح قواعد الفقه الكلية، مؤسسة الرسالة، بيروت، ١٩٩٦ء، ص ٨٧٣٤

اسی طرح سود لینا حرام ہے تو دینا بھی حرام ہے، اور سونے چاندی کے برتن استعمال کرنا حرام ہیں تو ان کا بنانا بھی حرام ہے تاکہ یہ استعمال کا ذریعہ نہ بنیں۔ اسی طرح رشوت دینا حرام ہے تو لینا بھی حرام ہے۔

عصر حاضر کے اجتہادی مسائل میں قاعدہ ذرائع کی تطبیق:

عصر حاضر سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے۔ روزانہ نئے مسائل ابھر کر سامنے آ رہے ہیں اور ان مسائل کے ساتھ ساتھ جدید ثقافتی مسائل نئے رخ سے جلوہ گر ہیں۔ ان مسائل کے سلسلہ میں شرعی حکم کا استنباط قاعدہ ذرائع ہی کے ذریعے ہو گا۔ اگر عصر حاضر کے تمدنی مظاہر میں سے کوئی مظہر شریعت اسلامیہ کے معلوم اور متعین مقاصد سے متصادم ہو یا کسی مقصد کو حاصل کرنے کی غرض سے جو ذرائع اختیار کیے جا رہے ہوں وہ ہمیں مقاصد شریعت سے دور لے جانے والے ہوں تو انہیں رد کر دیا جائے گا۔

مقاصد شریعت تو مخصوص ہیں اور ہر قسم کے تغیر و تبدل سے پاک ہیں؛ لیکن ان مقاصد کے حصول میں استعمال ہونے والے ذرائع محدود اور متعین نہیں ہیں؛ بلکہ ان میں وسعت پائی جاتی ہے۔ اگر جدید ذرائع مقاصد شریعت کی تکمیل یا تحسین میں مدد و معاون ثابت ہو رہے ہوں تو انہیں بلا حیل و حجت قبول کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ حالات و ظروف کے تحت ان ذرائع کو اختیار کیا جائے گا؛ لیکن اس بات کا فیصلہ عام آدمیوں پر نہیں چھوڑا جاسکتا؛ بلکہ یہ فریضہ راسخون فی العلم کے سپرد کرنا چاہیے جو مقاصد شریعت کو مکمل طور پر سمجھتے ہوں، پھر ان کے لیے جو جدید ذرائع استعمال کیے جا رہے ہیں ان کے حسن و قبح کا انہیں پورا پورا ادراک ہو۔ چنانچہ عصر حاضر کے پیش آمدہ مسائل میں بھی سد الذرائع اور فتح الذرائع کے نظائر ملتے ہیں:

① امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مقاصد شریعت میں سے اہم مقاصد ہیں۔ ایک زمانہ وہ تھا جب لوگ دس بیس آدمیوں کے درمیان خطبہ دیتے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے تھے۔ اس وقت لاؤڈ سپیکر، ریڈیو، ٹیلی وژن، جدید ذرائع ابلاغ اور اخبارات و جرائد نہیں تھے۔ عصر حاضر میں مذکورہ بالا ذرائع کا اختیار کرنا نہ صرف مباح ہے؛ بلکہ بعض حالات میں مندوب اور بعض حالات میں واجب ہے۔

② دشمنانِ اسلام کے شر کو دفع کرنے کے لیے جہاد فرض ہے جو مقاصد شریعت میں سے ایک اہم مقصد ہے۔ ایک زمانے میں تیر کمان اور تلوار سے جہاد کیا جاتا تھا۔ آج کل خود کار ہتھیار، ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم استعمال ہوتے ہیں۔ مذکورہ جدید ذرائع کا عدم استعمال باری تعالیٰ کے اس فرمان کی خلاف ورزی ہوگی:

{وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ}³⁵

”اور تیار کرو ان کی لڑائی کے واسطے جو کچھ جمع کر سکو قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے کہ اس سے دھاک پڑے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر“

چنانچہ جس دور میں جن جن ذرائع سے عدو اللہ اور عدو المسلمین کو مرعوب کیا جاسکتا ہے، انہیں استعمال کرنا واجب ہے۔ اور وہ قدیم ذرائع جو اب اللہ کے دشمنوں اور مسلمانوں کے دشمنوں پر رعب ڈالنے کے کام نہیں آسکتے، انہیں سد ذریعہ کے طور پر ترک کرنا ضروری ہو گا۔

③ انسانی جسم کی چیر پھاڑ ناجائز ہے؛ لیکن علاج یا دیگر ضرورتوں کی خاطر اس کی اجازت ہے۔ طب جدید میں موت کی وجہ اور اس طرح کی دیگر معاملات کی تفتیش کے لیے مردے کے جسم کا پوسٹ مارٹم کیا جاتا ہے جس کا تعلق تحفظ نفس سے ہے جو مقاصد شریعت میں سے ایک اہم مقصد ہے۔ اس مقصد کی تکمیل کی خاطر اس ذریعہ کو اختیار کرنا درست ہو گا۔

4 جدید اجتہادی مسائل میں سد ذریعہ کی ایک نظیر مانع حمل ادویہ اور آلات کی فراہمی کو محدود کرنا ہے اور شادی شدہ جوڑوں کے علاوہ دوسروں کو اس کی فراہمی پر بطور سد ذریعہ پابندی عائد کرنا ہے۔ معاشرے کو زنا سے محفوظ رکھنے کے لیے داخلی پاکیزگی کے ساتھ ساتھ خارجی موانع بھی برقرار رہنے چاہئیں، ورنہ زنا پر کنٹرول ناممکن ہو جائے گا؛ جبکہ حفاظت نسل مقاصد شریعت میں ایک اہم مقصد ہے جس کی تکمیل کے لیے ضروری ہے کہ اس مانع کو معاشرے میں برقرار رکھا جائے۔

5 دعوتی اور دینی مقاصد کے لیے الیکٹرانک ذرائع ابلاغ اور میڈیا عصر حاضر میں سرد جنگ کا سب سے مؤثر ہتھیار بن چکے ہیں، لہذا باطل سے نبرد آزما ہونے کے لیے ان کا استعمال موجودہ زمانہ میں ناگزیر ہو چکا ہے۔ لہذا ضرورت کے تحت ان کا استعمال جائز ہے، بشرطیکہ ان تمام محرمات سے احتراز کیا جائے جوئی ذاتہ حرام ہیں، مثلاً: اس میں باجہ استعمال، عورتوں کے ذریعے پروگرام کو ترتیب دینا وغیرہ۔³⁶

6 عصر حاضر میں اصول سد ذرائع کے ضمن میں آتش بازی، ہوائی فائرنگ، ہتھیاروں کی نمائش، اسلحہ کی کھلے عام خرید و فروخت اور پٹاخوں پر پابندی لگانا بھی شامل ہے؛ کیونکہ یہ تمام اشیاء جرائم کے ایسے ذرائع ہیں جس سے نہ صرف شہر کا امن خراب ہوتا ہے بلکہ انسانی جان و مال کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔

حاصل بحث:

1. مندرجہ بالا بحث کا حاصل یہ ہے کہ شریعت کا اصل مقصد خیر کی طرف بلانا اور برائی سے بچانا ہے۔ اس مقصد کے تحت اسلام نہ صرف برائی سے بچنے کا حکم دیتا ہے؛ بلکہ ہر اس چھوٹی سے چھوٹی بات سے بھی اجتناب کا مطالبہ کرتا ہے جو خود تو اگرچہ جائز ہو؛ لیکن ایک امر ممنوع کی طرف لے جائے۔ اسی کا نام سد ذرائع رکھا گیا ہے۔ شریعت مطہرہ میں اس بات کا خاص اہتمام کیا گیا ہے کہ جرائم و معاصی کی حرمت کے ساتھ ساتھ ان کے اسباب و ذرائع کو بھی حرام قرار دیا گیا ہے جو ان گناہوں تک پہنچا سکتے ہیں۔ ذرائع و اسباب میں مقاصد شریعت کا خاص طور پر لحاظ رکھا گیا ہے۔ چنانچہ جو وسائل اعلیٰ مقاصد تک پہنچاتے ہوں یا ان کے حصول میں مدد و معاون ہوں، وہ مطلوب ہیں۔ ان ذرائع اور وسائل کو اختیار کیا جائے گا۔ اگر وسائل کو پیدا کرنے کی ضرورت پیش آئے تو انہیں پیدا بھی کیا جائے گا تاکہ مقاصد کا حصول آسان ہو جائے۔